مسند ابو داؤد طیالسی کی مباحث سیرت کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

"A research and analytical study of Msnd ābw Dāwd Ṭyālsy discussion biography"

Muhammad Farhan Ur Rehman
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University Islamabad:
farhanrehmanmuhammad@gmail.com

Dr Hafiz Mohsin Zia Qazi
Associate Professor, Director institute of Islamic Studies and Shariah, MY University Islamabad:
hod.islamicstudies@myu.edu.pk

Abstract:
Imam ābw Dāwd Ṭyālsy is one of the great hadith scholars of the first period. He was born in 133 Hijri in Fars. His name is Sulaiman bin Dawud. His ancestry is similar to Hazrat Zubair bin Al-Awam. From childhood, he traveled to distant cities for knowledge. He has a prominent position among the hadiths. His student Habib bin Yunus recorded the traditions narrated from him in the form of "Msnd ābw Dāwd Ṭyālsy". The Musnad of ābw Dāwd Ṭyālsy is one of the first Msnds. Even in this period of knowledge and research, Msnd Ṭyālsy is also on the top list among the books that have been ignored by the research of hadith. In order to follow the Qur'an, following the life of Holy Prophet (peace be upon him) and looking for these footprints is indispensable for every believer. It was preserved in the chests and the scriptures. Special arrangements were made to preserve every moment of the 63 years of the holy life of exile, exile, travel and presence. This process was continued and forgotten in a good manner and thus the books of hadith were recorded in the order of chapters and books. And it was arranged that the biography of the Rasoolullah ﷺ reached us. ābw Dāwd Ṭyālsy often cites authentic hadiths in his Musnad. But sometimes he also cites hadiths from weak narrators. He arranges the hadiths in his Musnad by referring to the names of Companions of the Prophet. He died in 204 AH.
Keywords: *Ābw Dāwd Ṭyālsy, Msnd, Seerat, Ahadees.*

تعارف:

سیرت رسول ﷺ اور احادیث رسول ﷺ آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ سیرت کے اولین مصادر میں احادیث مبارکہ کو کلیدی کردار حاصل ہے۔ احادیث کے بغیر سیرت کے تفصیلی پہلوؤں تک رسائی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن امر ہے۔ اسی لیے سیرت نگار سب سے پہلے احادیث کی راہنمائی سے اپنی تحقیق کا آغاز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جس کے لیے صحیح احادیث کا انتخاب اہل سیر کی بنیادی ضرورت ہے۔ دین اسلام کی ابدیت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس کی وحی الہیٰ پر مبنی تمام تعلیمات محفوظ ہوں اور گردش زمانہ کے ساتھ ساتھ ان میں تغیر و تبدل راہ نہ پا سکے۔ بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ نے اس فریضہ کو اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے آج تک متن قرآن اور احادیث شریفہ بعینہ محفوظ ہیں۔ لیکن اسباب کی اس دنیا میں یہ کام اپنے خاص بندوں کے سپرد فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام، محدثین کی قابل قدر خدمات ہیں۔ تبع تابعین اور محدثین کی اسی فہرست میں ابو داؤد طیالسی کا نام سر فہرست ہے۔

آپ محدث کبیر، حافظ حدیث کے القاب سے ملقب ہوئے اور بچپن ہی سے حصول علم کے لیے دور دراز شہروں کے اسفار کیے۔ محدثین میں آپ کو خاص مقام حاصل ہے۔ ان کے شاگرد حبیب بن یونس نے آپ سے مروی روایات کو "مسند ابو داؤد طیالسی" کی صورت میں مدون کیا۔ قرآن پر عمل کرنے کے لیے سیرت رسول اکرم ﷺ پر عمل پیرا ہونا اور ان نقوش پا کی تلاش میں رہنا ہر بندہ مومن کے لیے سخت ناگزیر ہے۔ جسے عملی جامہ پہنانے کے لیے اصحاب رسول ﷺ نے آپ کے لیل و نہار کے معمولات اور کتاب زندگی کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر لیا۔ جلوت و خلوت، سفر و حضر، حتیٰ کہ حیات مبارکہ کے ۶۳ سال کے ہر لمحہ کو محفوظ کرنے کا خصوصی اہتمام کیا۔ اس کے بعد خیر القرون کے دوسرے دور میں تابعین اور ان کے اتباع نے حفاظت حدیث کے اس عمل کو بطریق احسن جاری و ساری رکھا اور یوں ابواب و کتب کی ترتیب سے حدیث کی کتابیں مدون ہوئیں۔ اور یوں ہمارے پاس سیرت رسول اکرم ﷺ کے پہنچنے کا اہتمام ہوا۔ منہج و اسلوب کے اختلاف کی وجہ سے مسند، متروک، جامع، سنن، معجم، مستخرج، مستدرک، رسالہ، اربعین، اطراف، امالی وغیرہ اقسام کتب حدیث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان اقسام میں اولین اسلوب جسے اختیار کیا گیا ہے وہ مسند ہے۔

مسند ابو داؤد طیالسی کا شمار اولین مسانید میں سے ہوتا ہے۔ علم و تحقیق کے اس دور میں بھی جن کتب حدیث کی تحقیق سے صرف نظر برتا گیا ان میں مسند طیالسی بھی سر فہرست ہے۔

مصنف کا تعارف:

نام: آپ کا نام سلیمان بن داؤد بن الجارود ہے۔[1]

نسب: امام ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ کا آبائی وطن فارس ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ کو فارسی الاصل لکھا ہے۔[2] اصلا غلام زادہ تھے، اور اُن کا نسب ولاء حضرت زبیر بن العوام کی آل تک پہنچتا ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اسد بن عبد العزٰی کے غلام تھے۔

"وقيل:هو ولٰى أسدبن عبد العزٰى"[3]

اور کہا گیا ہے کہ وہ اسد بن عبد العزٰی کے غلام تھے۔

اور امام جلال الدین سیوطی نے بھی اپنے قول میں اس طرف اشارہ کیا ہے:

" ابوداؤدالفارسی،ثم الاسدی،ثم الزبیری" [4]

ابو داؤد فارسی پھر اسدی پھر زبیری ہیں۔

امام ابو داؤد کے والد قریش کے غلام تھے اور اُن کی والدہ فارسیہ تھیں اور ہذیل کی مولاۃ تھیں۔اور تحدید کے ساتھ بنی نصر بن معاویہ کی مولاۃ تھیں جیسا کہ درج ذیل کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے۔

"كان ابوهُ مولٰى قريش "[5]

اُن کے والد قریش کے غلام تھے۔

"أمّا أمه فهى فارسيةأيضاً، وهى مولاةلهذيل "[6]

ان کی والدہ فارسیہ تھیں، اور ہذیل کی غلام تھیں۔

کنیت ولقب:

---

[1] ابن سعد،محمد بن سعد، الطبقات الکبرٰی،(بیروت،دارالعلم،۱۹۵۸ء)،۷:۲۹۸

[2] البخاری،محمد بن اسماعیل بن ابراہیم الجعفی،التاریخ الکبیر(لبنان،دارالکتب العلمیۃ،۱۹۷۷ء)، ۲ :۲۹۹

[3] ابن خیاط،خلیفہ بن خیاط شباب العصفری،الطبقات،(بیروت،دارالعلم،۱۹۷۷ء) ۲۲۲

[4] السیوطی،جلال الدین السیوطی،طبقات الحفاظ،تحقیق علی محمد،(مصر،مکتبۃ وھبۃ،۱۳۹۳ہجری)، ۱۵۳

[5] البخاری،محمد بن اسماعیل،التاریخ الکبیر، ۴:۱۰

[6] ابن منجویہ،احمد بن علی،رجال صحیح مسلم،(بیروت،دارالمعرفہ،۱۹۸۷ء)، ۱:۲۶۹

آپ کی کنیت ابو داؤد جو کہ والد کے نام کی طرف منسوب ہے جیسا کہ اہل عرب میں مروج رہا ہے۔ جبکہ آپ کا لقب طیالسی ہے، جو کہ طاء کے فتح / زبر اور یا تحتانیہ کے ساتھ ہے جبکہ اس کے بعد الف ساکن اور لام کے کسرہ اور سین مھملہ کے ساتھ ہے۔ اور طیالسی نسبت ہے۔ جو کہ طیالسہ کی طرف کی جاتی ہے، اور طیالسہ اس کپڑے کو کہا جاتا تھا جو کہ عماموں پر لیا جاتا تھا۔[7]

اور یہ بھی کہا گیا ہے وہ طیالسی کے لقب سے اس لیے ملقب ہوئے کہ وہ اصبھان جایا کرتے تھے اور ان کے پاس طیالسہ ہوا کرتا تھا۔ پس وہ اسے امراء و روساء کو ہدیہ بھیجتے۔ تو وہ جسے بھی طیالسہ بھیجتے وہ اس کے عوض ایک ہزار درہم دیتے تھے۔ تو اس سے آپ صاحب الطیالسہ یعنی طیالسہ والے مشہور ہو گئے۔[8] لفظ طیالسی بصرہ کے دو عظیم جلیل القدر حفاظ جو کہ مشہور علماء میں شمار کیے جاتے ہیں کے لیے خصوصاً بولا جاتا ہے۔ اور اہم خاص بات یہ ہے کہ دونوں کا تعلق ایک ہی طبقہ سے ہے۔

(۱)هشام بن عبدالملک الباهلی، ابو الولید الطیالسی[9]

(۲)دوسرے صاحب مسند ابو داؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی

جب بھی طیالسی لقب بولا جاتا ہے تو فوراً توجہ صاحب مسند طیالسی کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ ان کی مسند مشہور و معروف مسانید میں انفرادی حیثیت اور مقام کی حامل ہے۔

ولادت:

---

[7] الکتانی، محمد بن جعفر الکتانی: الرسالة المستطرفة لبیان مشهور الکتب الستة المشرفة (کراچی، نور محمد کارخانه تجارة کتب، ۱۳۷۹ ہجری) ۵۲

[8] الانصاری، عبدالله بن محمد حیان الانصاری: طبقات المحدثین باصبهان (بیروت، دارالعلم، ۱۴۱۲ ہجری) ۵:۸۴

[9] القاسمی، محمد جمال الدین القاسمی: الفضل المبین علی عقد الجوهر الثمین (بیروت، دارالنفائس، ۱۴۰۶ ہجری)، ۳۰۴

امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی کی ولادت قرون اولیٰ میں ہوئی جس کی فضیلت خود محبوب خدا ﷺ نے بیان فرمائی۔

"خیرالقرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم"[10]

تمام زمانوں میں سے بہترین میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو اس سے متصل ہے پھر وہ جو اس سے متصل ہے۔

ان کے شاگرد عمرو بن علی الفلاس اپنے شیخ امام ابو داؤد طیالسی کی ولادت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

" و انه ولد سن۱۳۳ ۱ هجری" [11]

بے شک وہ ۱۳۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔

اور یہی قول سب سے زیادہ معتبر اور راجح ہے اسی پر مؤرخین نے اعتماد کیا ہے۔

پرورش:

امام ابو داؤد طیالسی نے بصرہ میں پرورش پائی۔ اس وقت بصرہ ایک بہت بڑا علمی مرکز بن چکا تھا۔ آپ کو علمی و فکری ماحول میں پروان چڑھنے کا موقع ملا۔ اگر بصرہ کی اسلامی و فکری تاریخ کو دیکھا جائے تو بصرہ ۱۴ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عتبہ بن مروان کی زیر قیادت فتح ہوا۔ جیسا کہ ابن سعد نے لکھا۔

"فتحت البصرةسنة۱۴ ہجری علی ید عتبةبن مروان، آیام عمر بن خطاب رضی الله عنه" [12]

بصرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عتبہ بن مروان کے ہاتھ پر ۱۴ ہجری میں فتح ہوا۔

---

[10] الکشی، ابو محمد عبدالحمید بن حمید بن نصر: المنتخب من مسند عبد بن حمید، تحقیق: مصطفی عدوی، (دار بلنسیة، ۱۴۲۳ھ) ۲۰۰۲ء

[11] المزی، جمال الدین بن الحجاج المزی: تهذیب الکمال فی اسماء الرجال (بیروت، دارالکتب العلم، ۱۴۰۵ ہجری)، ۴۰۸:۱۱

[12] ابن سعد، محمد بن سعد: الطبقات الکبریٰ، ۵:۷

خلفائے راشدین کے دور خلافت میں جب بھی کوئی علاقہ فتح ہوتا تو مفتوحہ علاقہ میں منتخب جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تبلیغ اسلام اور نو مسلمون کی علمی، روحانی اور فکری تربیت کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے مختلف قراء اصحاب کو اپنے قبائل یا دیگر مفتوحہ علاقوں میں اشاعت اسلام کے لیے روانہ فرمایا۔

ایسے ہی جب بصرہ فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعدد صحابہ کرام کو وہاں بھیجا تاکہ اہل بصرہ کو دین سکھائیں۔ جن میں حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (۶۰ ہجری)، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ (۶۸ ہجری)، حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ (۹۳ ہجری) و دیگر صحابہ کرام کے وفود آئے اور وہاں پر قیام فرمایا۔ اور وہاں پر خالص علمی مدارس اسلامیہ کی بنیاد رکھی جن میں اوّلاً قرآن کریم کے دروس کی مجالس ہوتیں۔ جن میں خصوصاً حفظ قرآن کا اہتمام، حروف قرآن کے معانی و مطالب کا فہم اور مختلف آیات و سور کے شان نزول کی مباحث شامل ہوتیں۔ جبکہ ثانیاً دروس حدیث جن میں روایت، کتابت اور حفظ حدیث کا خصوصاً اہتمام ہوتا۔ اور ثالثاً لغوی مباحث ان علمی نشستوں کا موضوع بحث ہوتیں۔

یہاں تک کہ یہ علمی تحریک بتدریج خیر القرون کے دوسرے طبقہ تک پہنچی جس میں حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ علیہ (۱۱۰ ہجری)، امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ علیہ (۱۱۰ ہجری) جیسے جلیل القدر تابعین شامل حتیٰ کہ دور تابعین اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔ وہ عظیم علمی تحریک جس کی بنیاد اصحاب رسول ﷺ نے اخلاص، للٰہیت و خشیت الٰہی پر رکھی وہ انتہائی قلیل عرصہ میں ایک بہت بڑا تن آور درخت بن کر سامنے آیا۔ اور اس عظیم تحریک نے اہل بصرہ کو نامور مفسرین، محدثین، فقہاء، مؤرخین اور اہل سیر کی ایک متبحر جماعت عطا کی۔

جو علماء مختلف علوم کی ترویج و اشاعت میں مشغول عمل ہو گئے اور امت کے لیے رہتی دنیا تک بیش بہا علمی ورثہ چھوڑ کر گئے۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

فقہاء میں سے حضرت امام عیسیٰ بن ابان القاضی رحمہ اللہ علیہ (۲۲۱ ہجری)

اصحاب سیر و مغازی میں سے حضرت امام عبد الملک بن ہشام رحمہ اللہ علیہ (۲۰۸ ہجری)

مؤرخین میں سے حضرت سہل بن ہارون البصری رحمہ اللہ علیہ (۲۱۰ہجری)

جبکہ محدثین میں سے حضرت امام شعبہ بن الحجاج (۱۶۰ہجری)

امام وضاح بن خالد اَبو عوانہ (۱۷۶ہجری)

امام حماد بن سلمۃ (۱۶۷ہجری)

امام حماد بن زید (ہجری ۱۷۹) رحمھم اللہ علیہم اجمعین قابل ذکر شخصیات ہیں۔

علماء ربانیین کے اس گروہ میں اور اس عظیم علمی و فکری ماحول میں امام ابوداؤد طیالسی نے آنکھ کھولی اور پرورش پائی۔ علم و علماء کے سایہ میں اُن کا قلب علم و معرفت سے منسلک رہا۔ جدید تحقیق کے مطابق بھی ماحول اور معاشرہ بچے کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ جو کے اس کے جسم و ذہن اور نظر و فکر کی ترقی و تنزلی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یقیناً انہیں وجوہ متذکرہ بالا کی بناء پر قدیم اہل عرب اپنے بچوں کی تربیت کے لیے خالص آب و ہوا پر مشتمل دیہاتی ماحول کو منتخب کرتے تھے۔ المختصر امام ابو داؤد طیالسی کی جب ولادت ہوئی تو ۱۳۳ہجری تھا جو کہ کبار تابعین کا دور تھا۔ اور بصرہ میں صحابہ کا علمی فیضان تابعین کی شکل میں عروج پر تھا اس خاص علمی ماحول میں آپ نے پرورش پائی۔

ابتدائی تعلیم:

جن مصادر سے راقم نے اخذ کیا ان میں سے کسی سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ نے ابتدائی تعلیم کب اور کس سے شروع کی۔ البتّہ فقط اُن کے ایک استاذ جن کا تذکرہ ملتا ہے وہ شیخ صالح بن اَبی الاخضر الیمامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام بخاری ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ صالح بن اَبی الاخضر الیمامی بصرہ آئے اور انہوں نے نافع اور زہری سے اَخذ کیا۔ ان سے حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، عبد الرحمٰن بن مبارک وغیرہ۔

نے ان سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے بعض ابو داؤد طیالسی کے شیوخ میں شامل ہیں جب کہ شیخ یمامی سے شرف تلمذ کے اعتبار سے وہ ان سے مشترک ہیں۔ امام بخاری نے انہیں لین کہا۔ اور امام عجلی نے کہا:"یکتب حدیثه و لیس بالقوی" اور نسائی نے ان کو ضعیف کہا ہے اور یحییٰ، قطان اور ترمذی نے بھی ضعیف کہا۔ اور دار قطنی نے کہا، اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ ساجی نے کہا: صدوق ہیں۔[13]

پس امام ابو داؤد طیالسی نے شیخ یمامی کی مجلس علمی میں درس کے سماع کے لیے بیٹھنا شروع کر دیا اور اس وقت ان کی عمر ۱۲ تا ۱۴ سال تک تھی۔ چونکہ شیخ یمامی کی وفات ۱۴۵ سے ۱۵۰ ہجری کے درمیان ہوئی اور اگر امام ابو داؤد کی پیدائش اور شیخ یمامی کے وصال کی تواریخ سے اس کا حساب کیا جائے تو تقریباً اتنے سال ہی عمر بنتی ہے۔ یعنی صغر سنی میں ہی علمی مجالس میں شمولیت کرنے کا موقع میسر نصیب ہوا۔

علمی اسفار:

امام ابو داؤد طیالسی کے حالات زندگی کا بنظر عمیق مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے احادیث کے تعلیم و تعلم کے لیے متعدد ملکوں، شہروں کے سفر کیے۔ کیونکہ محدثین کے نزدیک طلب علم کے لیے سفر کرنا ایک لازمی امر اور انتہائی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ امام ابو داؤد طیالسی نے سابقہ محدثین کے طریق پر عمل کرتے ہوئے اسی منہج کو اختیار فرمایا۔ جیسا کہ طلب حدیث کے لیے حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما نے کیا۔ اور اس کا اولین سبب ان متفرق صحابہ کرام کی روایات کو اکٹھا کرنا تھا جو کہ اسلامی لشکروں کے ساتھ فتوحات اسلامیہ کے لیے حرمین شریفین سے نکلے اور فتوحات کے بعد مفتوحہ علاقوں میں ہی مستقر ہو گئے۔ یا وہ صحابہ کرام جو تبلیغ اسلام کی خاطر دور دراز شہروں میں چلے گئے تھے ان کی روایات کو اکٹھا کرنا تھا۔ جو کہ ان کی مجالس میں بیٹھنے والے مختلف محدثین میں پھیل گئیں۔ پس ان راویوں نے طلب حدیث کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہروں کی طرف سفر کیے

---

[13] البخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم: التاریخ الکبیر، ۴: ۲۷۳

اور اپنی سواریوں کو تھکا دیا۔ اس طریقہ سے احادیث رسول کا متفرق زخیرہ مجتمع کیا گیا اور کتابت حدیث کے ساتھ ساتھ حفاظت حدیث کا فریضہ بطرق احسن سرانجام دیا۔ اس کے علاوہ ان اسفار کا مقصد عالی اسناد کا حصول بھی تھا۔

جس کے بارے میں اُمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ کا قول ہے۔

"طلب الاسناد العالی سنةعمن سلف،لأن أصحاب عبدالله بن مسعود رضی الله عنه كانوايرحلون من الكوفةالى المدينةفيتعلمون من عمر رضی الله عنه،ويسمعون منه"[14]

عالی سندوں کو حاصل کرنا اسلاف کی سنت ہے۔ کیونکہ بے شک حضرت عبد اللہ بن مسعود کی صحبت میں بیٹھنے والے کوفہ سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا کرتے تھے،اور حضرت عمر سے علم حاصل کرتے اور سماعت کرتے ہیں۔

سفر بغداد:

علماء بصرہ سے اخذ علم کے بعد جب امام ابوداؤد طیالسی نے دیکھا کہ بغداد دنیا علمی و تحقیقی مرکز بن چکا ہے۔ اور دنیا بھر کے علماء کرام نے بغداد کی طرف رجوع کرنا شروع کیا ہے۔ جس کی بنیاد ابو جعفر منصور نے رکھی جیسا کہ تاریخ بغداد میں مذکور ہے۔

"بداء فی بناها سنة ۱۴۵ هجری،واتمهافی السنةالتالية،وسماها مدينةالسلام"[15]

وہ دور تقریبا ۱۳۵ تا ۱۵۸ ہجری کے عرصہ پر محیط ہے۔ ابو جعفر منصور نے مترجمین کو جمع کیا۔ اور انہیں علوم متفرقہ کی کتب کو عربی میں منتقل کرنے کے لیے ترجمہ نگاری کا کام تفویض کیا۔ یوں بغداد کے مدینۃ العلم بننے کی بنیاد پڑی جو کہ قلیل وقت میں ہی مقام علو پر فائز ہو گیا۔ منصور کے بعد مہدی کے دور حکومت ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ اس علمی تحریک میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشید کے دور حکومت ۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ میں فتوحات

---

[14] السیوطی،جلال الدین السیوطی:تدریب الراوی فی شرح النووی،(المدینةالمنورة،المکتبةالعلمیةء س ن)،۱: ۱۷۳

[15] الخطیب البغدادی،احمد بکر بن علی:تاریخ بغداد، ۱: ۶۶

اسلامیہ کی کثرت ہوئی اور اسلام دور دراز ممالک تک پھیل گیا۔ مختلف اقوام و ملل سے واسطہ پڑنے پر مختلف انواع و اقسام کے پیش آمدہ پیچیدہ مسائل ابھر کر سامنے آئے۔ جن کے حل کے لیے فقہاء اسلام نے ادلہ اربعہ کی روشنی میں ان کے حل کے لیے نئے قوانین فقہ مرتب کیے۔ جس کی وجہ سے مذہبی مناظرات و مخاصمات اور فکری اختلاف کھل کر سامنے آئے۔ لیکن ان اختلافات کی بنیاد فقط طرز استدلال میں اختلاف ہی تھا۔ جس کی بنیاد پر مختلف فقہی مذاہب پیدا ہو گئے۔ عہد رشید میں علماء کی سرپرستی کی گئی اور بغداد میں بیت الحکمۃ کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے نتیجہ میں مختلف مدارس اسلامیہ کا وجود عمل میں آیا۔ علماء نے مختلف علوم وفنون میں کتب مدون کیں جیسا کہ علی ابراہیم نے لکھا۔

"فبلغت بغداد درجة لم تصل اليها من قبل، احتضنت عدداًكبيراً من العلماء فی مختلف العلوم"[16]

پس بغداد اس مرتبہ پر پہنچ گیا جس پر اس سے پہلے نہ پہنچا تھا متعدد علماء نے مختلف علوم میں بے شمار خدمات سر انجام دیں۔

جملہ متذکرہ بالا خصوصیات کی بنیاد پر اس دور کو کتب تواریخ میں زریں دور یا سنہری دور کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس زریں دور میں امام ابو داؤد طیالسی بغداد گئے اور صحبت صالح تر اصالح کنند کے مصداق ٹھہرے۔

"قال الخطيب:قدم بغداد فسمع بهامن شعبةوالمسعودی وكانا بها "[17]

خطیب نے کہا: کہ ابو داؤد طیالسی بغداد آئے اور وہاں پر شعبہ اور مسعودی سے سماعت کیا، اور دونوں وہاں پر تھے۔

فلاس نے کہا۔

---

[16] حسن، علی ابراہیم حسن:التاریخ الاسلامی العام (القاہرہ، المکتبۃالانجلو المصریۃ، ۱۹۵۹ء)، ۳۴۶

[17] الخطیب البغدادی، احمد بکر بن علی:تاریخ بغداد، ۲۴:۹

"حدثنا ابوقتيبةقال رأيت المسعودی سنة۱۵۳ہجری، و کتبت عنه و هو صحيح،ورأيته سنة۱۵۷ہجری والذر يدخل فی اذنه و ابو داؤد يکتب عنه،فقلت له:أ تطمع ان تحدث عنه و انا حیّ؟"[18]

ہمیں ابو قتیبہ نے بیان کیا کہ میں نے ۱۵۳ ہجری میں مسعودی کو دیکھا اور وہ اس وقت صحیح تھے۔ پھر اس کے بعد میں نے انہیں ۱۵۷ ہجری میں دیکھا۔ اور زر ان کے کانوں میں داخل ہوتے (قریب ہوتے دیکھا اور ابو داؤد ان سے لکھتے تھے۔ پس میں نے ان سے کہا کیا تم طمع کرتے ہو کہ ان سے حدیث بیان کرو؟ اور میں زندہ ہوں۔

جیسا کہ ولادت کے بیان میں ذکر کیا گیا کہ امام ابو داؤد طیالسی کی ولادت ۱۳۳ ہجری میں ہوئی اور امام ذہبی کی روایت کے مطابق ۱۵۷ ہجری میں وہ مسعودی سے کتابت کرتے رہے۔ اس اعتبار سے تقریباً ۲۴ سال کی عمر میں ابو داؤد طیالسی کا مسعودی سے سماع حدیث ثابت ہوتا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک امام عبد الرحمن بن عبد اللہ المسعودی کا وصال ۱۶۰ ہجری میں ہو گیا۔ مزید ان کا ذکر ان شاءاللہ امام ابو داؤد طیالسی کے مشائخ کی فصل میں آئے گا۔

" مات سنة ۱۶۰ ہجری رحمةالله عليه "[19]

ان کا وصال ۱۶۰ ہجری میں ہوا۔

ابو داؤد طیالسی محدثین کی نظر میں:

[18] الذهبی،ابو عبد الله شمس الدين الذهبی:ميزان الاعتدال فی نقد الرجال،(لبنان،دار احياء الكتب العربيه س ن) ۲: ۵۷۵

[19] ابن حجر العسقلانی،احمد بن علی بن حجر:تهذيب الكمال،(حيدر آباد الدكن،مجلس المعارف النظاميه، ۱۳۲۷ھ)، ۶:۲۱۱

ابو المنذر نعمان بن عبد السلام نے امام ابو داؤد کے بارے میں کہا:"هوثقة مامون"[20]، وکیع بن جراح الرواسی نے کہا:"ابوداؤد جبل العلم"[21]، عبد الرحمن بن مھدی نے کہا:"ابو داؤد اصدق الناس"[22]، محمد بن سعد کاتب الواقدی نے آپ کے بارے میں کہا:"ثقة كثير الحفظ ربما غلط"[23]، یحییٰ بن معین نے کہا:"ابوداؤد صدوق"[24]، علی بن مدینی کہتے ہیں:"ما رايت احفظ من ابی داؤد طيالسی"[25]، امام احمد بن حنبل نے ان کے بارے میں کہا:"ثقة صدوق" [26] اور عمر بن علی بن الفلاس نے کہا:"ابوداؤد ثقة"[27]

ابو مسعود احمد بن الفرات الرازی کہتے ہیں:

"ما رايت احدا اكبر فی شعبة من ابی داؤد" [28]

میں نے شعبہ کے اعتبار سے ابو داؤد سے زیادہ بڑھ کر اور کسی کو نہیں دیکھا۔

ابو الحسن احمد بن عبد اللہ العجلی نے کہا:"ابو داؤد ثقة كثير الحفظ "[11]،ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی نے کہا:"ابو داؤد محدث صدوق"[12]،احمد بن شعیب النسائی کہتے ہیں:"ثقةمن اصدق الناس لهجة"[13]،احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی نے کہا:"كان حافظا مكثرا،ثقة، ثبتا"[14]،جلال الدین السیوطی نے کہا:"الحافظ احد الاعلام"[15]

أَحَادِيثُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عَمْرِو

---

[20] ابو نعیم الاصبهانی:ذکر اخبار اصبهان، ۱:۳۳۳،/الذهبی:سیر اعلام النبلاء ، ۹:۳۸۳

[21] الانصاری:طبقات المحدثین باصبهان، ۲: ۴۹،الذهبی:سیر اعلام النبلاء، ۹:۳۸۲

[22] ابن حجرالعسقلانی،احمد بن علی،:تهذیب التهذیب، ۴:۱٦۱

[23] المزی:تهذیب الکمال فی اسماء الرجال، ۱۱:۴۰۵،/الذهبی :سیر اعلام النبلاء، ۹:۳۷۲

[24] ابن ابی حاتم الرازی:الجرح والتعدیل، ۴:۱۱۴،/الخطیب البغدادی:تاریخ بغداد، ۹:۲۷

[25] المزی:تهذیب الکمال فی اسماء الرجال، ۱۱:۴۰۵

[26] احمد ابن حنبل:بحر الدم،۱:۱۸٦

[27] المزی،یوسف بن عبدالرحمن بن یوسف:تهذیب الکمال فی اسماء الرجال، ۱۱:۴۰۵

[28]المزی،یوسف بن عبدالرحمن:تهذیب الکمال فی اسماء الرجال،جلد۱۱:۴۰٦

حدیث نمبر:1

"حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا ذَكَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بَكَى، ثُمَّ قَالَ: ذَاكَ كُلُّهُ يَوْمُ طَلْحَةَ، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ، قَالَ: كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَاءَ يَوْمَ أُحُدٍ فَرَأَيْتُ رَجُلًا يُقَاتِلُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَهُ، وَأُرَاهُ قَالَ: يَحْمِيهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: كُنْ طَلْحَةَ حَيْثُ فَاتَنِي مَا فَاتَنِي، فَقُلْتُ: يَكُونُ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي أَحَبَّ إِلَيَّ وَبَيْنِي وَبَيْنَ الْمُشْرِقِ رَجُلٌ لَا أَعْرِفُهُ، وَأَنَا أَقْرَبُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ، وَهُوَ يَخْطَفُ الْمَشْيَ خَطْفًا لَا أَخْطَفُهُ، فَإِذَا هُوَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ، وَشُجَّ فِي وَجْهِهِ وَقَدْ دَخَلَ فِي وَجْنَتَيْهِ حَلْقَتَانِ مِنْ حِلَقِ الْمِغْفَرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَيْكُمَا صَاحِبَكُمَا» ، يُرِيدُ طَلْحَةَ، وَقَدْ نَزَفَ، فَلَمْ يُلْتَفَتْ إِلَى قَوْلِهِ، وَذَهَبْتُ لِأَنْزِعَ ذَاكَ مِنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ بِحَقِّي لَمَا تَرَكْتَنِي، فَتَرَكْتُهُ فَكَرِهَ أَنْ يَتَنَاوَلَهُمَا بِيَدِهِ، فَيُؤْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَزَمَ عَلَيْهِمَا بِفِيهِ فَاسْتَخْرَجَ إِحْدَى الْحَلْقَتَيْنِ، وَوَقَعَتْ ثَنِيَّتُهُ مَعَ الْحَلْقَةِ، وَذَهَبْتُ لِأَصْنَعَ مَا صَنَعَ فَقَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ بِحَقِّي لَمَا تَرَكْتَنِي قَالَ: فَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتُهُ الْأُخْرَى مَعَ الْحَلْقَةِ فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ هَتْمًا فَأَصْلَحْنَا مِنْ شَأْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَتَيْنَا طَلْحَةَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْحِفَارِ فَإِذَا بِهِ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ أَقَلُّ أَوْ أَكْثَرُ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ وَضَرْبَةٍ وَإِذَا قَدْ قُطِعَتْ إِصْبَعُهُ فَأَصْلَحْنَا مِنْ شَأْنِهِ"[29]

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب غزوہ احد کا ذکر کیا گیا تو آپ رو پڑے اور ارشاد فرمایا "وہ سارا دن طلحہ کا تھا" انہوں نے غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں پہلا شخص تھا میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے آگے لڑائی کر رہا تھا آپ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے وہ آپ ﷺ کا دفاع کر رہا تھا۔ میں نے کہا: تمہیں طلحہ ہونا چاہیے۔ آج میں جس چیز سے محروم رہا محروم رہا' پھر میں نے کہا: یہ میری قوم میں سے ایسا شخص ہو گا جو مجھے محبوب ہو گا' میرے اور مشرق کے درمیان ایسا آدمی جسے میں نہیں جانتا حالانکہ میں اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کے قریب ہوں اور اس وجہ سے تیز رفتاری سے چل رہا تھا جبکہ میں اس طرح نہیں چل سکتا تھا، وہ ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔ اس کے بعد ہم رسول اللہ کی طرف چلے حالانکہ آپ ﷺ کے سامنے والے دو دانت مبارک شہید کیے گئے تھے، اس کے

[29] ابو داؤد الطیالسی :**مسند ابو داؤد الطیالسی**،رقم الحدیث:۶

ساتھ ساتھ آپ کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا تھا، خود کی دو کڑیاں رخسار مبارک میں داخل ہو گئیں تھیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: اپنے دوست کو لازم پکڑو طلحہ کا ارادہ فرمایا، ان کا کافی خون بہہ چکا تھا۔ کسی کی توجہ آپ کے قول کی طرف نہیں گئی (نبی اکرم کو زخمی حالت میں دیکھ کر سب کی توجہ اپ کی تکلیف کی طرف تھی) اور میں گیا تا کہ انہیں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے نکالوں پس ابو عبیدہ نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں اس حق کی جو میرا آپ پر حق ہے۔ کہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں پس میں نے انہیں چھوڑ دیا۔ پس انہوں نے اسے ناپسند سمجھا کہ ان دونوں کو (کڑیوں کو) اپنے ہاتھ سے نکالیں۔ پس اس سے آپ ﷺ کو اذیت پہنچے گی۔ پس انہوں نے اپنے منہ کے نوکیلے دانتوں کے ساتھ ایک کڑی کو نکال دیا پس آپ کا (ابو عبیدہ کا) ایک دانت بھی ساتھ ہے گر گیا۔ اور میں گیا تا کہ کروں جو انہوں نے کیا تھا۔ پس انہوں نے کہا: میں آپ کو اس حق کی قسم دیتا ہوں جو میرا حق آپ پر ہے، آپ مجھ پر یہ امر چھوڑ دیں۔ پس انہوں نے کیا جیسے انہوں نے پہلے کیا تھا پس ان کا دوسری دانت بھی کڑی کے ساتھ نکل گیا۔ پس حضرت ابو عبیدہ سامنے کے جڑ سے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی تیمارداری کرنے کے بعد ہم بعض جفار میں حضرت طلحہ کے پاس آئے پس انہیں بہتر یا اس سے زیادہ یا اس سے کم زخم نیزے اور تلوار کی ضرب کے تھے اور ان کی انگلی بھی کٹ گئی تھی پس ہم نے ان کی (اصلاح) مرہم کی۔

سیرت کا پہلو:

مذکورہ بالا حدیث پاک سیرت کے پہلو "غزوات النبی ﷺ" کو مد نظر رکھ کر نقل کی گئی ہے۔

تخریج حدیث:

صحیح ابن خزیمه، رقم الحدیث: ۶۹۸۰، المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث:۴۳۱۵، الاوائل للطبرانی، رقم الحدیث:۶۳، الاوائل لابن ابی عاصم، رقم الحدیث: ۳۰، معرفة الصحابه لابی نعیم، رقم الحدیث:۳۶۹، الجهاد لابن المبارک، رقم الحدیث:۹۱، مسند البزار، رقم الحدیث:۶۳، فضائل الصحابه لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث:۲۵۹ ،

حکم حدیث:

اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ کے ضعف کی وجہ سے مذکورہ بالا حدیث کی سند ضعیف ہے۔ نیز بزار نے کہا کہ ہم اسحاق بن طلحہ کی اس سند کے علاوہ اس حدیث کی اور اسناد کو نہیں جانتے۔[30] نیز امام حاکم حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

"ھٰذا حدیث صحیح علٰی شرط شیخین،و لم یخرجاہ" [31]

یہ حدیث شیخین کی شرط کے لحاظ سے صحیح ہے اور انہوں نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی۔)اور البانی نے اسے"ضعیف جدا" کہاہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایات سیرت:

"أَحَادِيثُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَاسْمُهُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رِزَاحِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی روایات سیرت

حدیث نمبر:2

"حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةٍ فَأَذِنَ لَهُ وَقَالَ لَهُ: «يَا أَخِي أَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ» أَوْ «لَا تَنْسَنَا مِنْ دُعَائِكَ"[32]

---

[30] البزار، احمد بن عمرو :مسند البزار،تحقیق:محفوظ الرحمٰن زین اللہ،(المدینۃالمنورۃ،مکتبۃالعلوم والحکم،۱۹۸۸ء)، ۱:۱۳۲

[31] حاکم، ابو عبداللہ ،محمد بن عبداللہ:المستدرک علی الصحیحین ،رقم الحدیث:۵۱۵۹،(بیروت،دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰)، ۳:۲۹۸

[32] الطیالسی،سلیمان بن داؤد:مسند ابوداؤد الطیالسی،رقم الحدیث:۱۰

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عمرہ کے لیے اجازت طلب کی، تو حضور اکرم ﷺ نے اجازت عطا فرما دی اور ان سے فرمایا: اے میرے بھائی! ہم کو بھی اپنی دعا میں شامل رکھنا، یا فرمایا: ہم کو اپنی دعا میں نہ بھولنا۔

سیرت کا پہلو:

اس حدیث مبارکہ کا شمار بھی معمولات رسول ﷺ میں ہوتا ہے۔

تخریج حدیث:

السنن الکبریٰ للبیھقی،رقم الحدیث:۱۰۳۱۴ ،شعب الایمان ،رقم الحدیث:۸۶۴۱، المنتخب من مسند عبد بن حمید ،رقم الحدیث: ۷۴۰،مکارم الاخلاق للخرائطی،رقم الحدیث:۷۸۵

حکم حدیث:

مندرجہ بالا حدیث کے راویان کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ اس حدیث کی سند میں موجود راوی "عاصم بن عبید اللہ "ضعیف ہیں۔ اور میری تحقیق کے مطابق مذکورہ بالا سند کے علاوہ اس حدیث کی کوئی دوسری سند میری نظر سے نہ گزری ہے۔ جبکہ علامہ غلام دستگیر چشتی صاحب نے مذکورہ حدیث کے دیگر طرق کا تذکرہ بھی کیا ہے جو بسیار کوشش کے باوجود مل نہ سکیں۔

حدیث نمبر:4

"حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: «اغْسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ ثُمَّ ارْقُدْ"[33]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر رات کو مجھے جنابت پہنچے (یعنی غسل فرض ہو جائے) تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے آلہ تناسل کو دھولو اور وضو کر لو پھر سو جاؤ۔

سیرت کا پہلو:

مذکورہ بالا حدیث کو معمولات رسول ﷺ اور عائلی زندگی کے پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے درج کیا گیا ہے۔

حکم حدیث:

حدیث مذکورہ بالا کی اسناد صحیح ہیں۔ تمام راوی ثقہ ہیں۔ شیخین نے صحیحین میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ نیز علامہ البانی نے بھی اسے "صحيح الاسناد" کہا ہے۔[34]

حضرت عبد اللہ بن عباس و دیگر صحابہ کرام کی حضرت عمر بن خطاب سے مروی روایات سیرت: تحقیق

أَحَادِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ والافراد غيربِعَنْ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

حدیث نمبر:4

"حَدَّثَنَا يُونُسُ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى مَرِّ الظَّهْرَانِ فَدَخَلَ عُمَرُ الْأَرَاكَ يَقْضِي حَاجَتَهُ وَقَعَدْتُ لَهُ حَتَّى خَرَجَ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ حَدِيثٍ مُنْذُ سَنَةٍ فَمَنَعَتْنِي هَيْبَتُكَ أَنْ أَسْأَلَكَ فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ إِذَا عَلِمْتَ أَنَّ عِنْدِي عِلْمًا فَسَلْنِي قَالَ: قُلْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ حَدِيثِ الْمَرْأَتَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ

[33] الطیالسی، سلیمان بن داؤد: مسند ابوداؤد الطیالسی، رقم الحدیث: ۱۷

[34] البانی، ابو عبدالرحمٰن محمد ناصرالدین بن الحاج نوح: آداب الزفاف فیالسنۃالمطہرۃ (بیروت، دارالسلام، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲)، ۱۱۳

بِالنِّسَاءِ وَلَا نُدْخِلُهُنَّ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِنَا فَلَمَّا جَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْإِسْلَامِ وَأَنْزَلَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى حَيْثُ أَنْزَلَهُنَّ وَجَعَلَ لَهُنَّ حَقًّا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَدْخُلْنَ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِنَا فَبَيْنَا أَنَا يَوْمًا جَالِسٌ فِي بَعْضِ شَأْنِي إِذْ قَالَتْ لِيَ امْرَأَتِي كَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ: مَا لَكِ أَنْتِ وَلِهَذَا؟ وَمَتَى كُنْتِ تَدْخُلِينَ فِي أُمُورِنَا؟ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَكَ وَابْنَتُكَ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَّ غَضْبَانَ فَقُلْتُ: وَإِنَّهَا لَتَفْعَلُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ فَقُمْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ: يَا حَفْصَةُ أَلَا تَتَّقِينَ اللَّهَ تُكَلِّمِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَّ غَضْبَانَ وَيْحَكِ لَا تَغْتَرِّينَ بِحُسْنِ عَائِشَةَ وَحُبِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ أَيْضًا فَقُلْتُ لَهَا مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَتْ: لَقَدْ دَخَلْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ نِسَائِهِ، وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَحْضُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غِبْتُ وَأَحْضُرُهُ إِذَا غَابَ وَيُخْبِرُنِي وَأُخْبِرُهُ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَخْوَفَ عِنْدَنَا أَنْ يَغْزُوَنَا مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ فَلَمَّا هَدَّأَ اللَّهُ الْأَمْرَ عَنَّا فَبَيْنَا أَنَا ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسٌ فِي بَعْضِ أَمْرِي إِذْ جَاءَ صَاحِبِي فَقَالَ: أَبَا حَفْصٍ أَبَا حَفْصٍ مَرَّتَيْنِ فَقُلْتُ: وَيْلَكَ مَا لَكَ أَجَاءَ الْغَسَّانِيُّ أَجَاءَ الْغَسَّانِيُّ؟ قَالَ: لَا وَلَكِنْ طَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فَقُلْتُ: رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَانْتَعَلْتُ وَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِي كُلِّ بَيْتٍ بُكَاءٌ وَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرُبَةٍ وَإِذَا عَلَى الْبَابِ غُلَامٌ أَسْوَدُ فَقُلْتُ: اسْتَأْذَنْ لِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِي فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ عَلَى حَصِيرٍ تَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أُدُمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَإِذَا قَرَظٌ وَأُهُبٌ مُعَلَّقَةٌ فَأَنْشَأْتُ أُخْبِرُهُ بِمَا قُلْتُ لِحَفْصَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ «وَكَانَ آلَى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ نَزَلَ إِلَيْهِنَّ "[35]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے ساتھ واپس آئے، حتیٰ کہ ہم مر الظہران کے پاس سے گزرے، سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت الخلاء میں داخل ہوئے، اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے، میں آپ کے لیے بیٹھ گیا، اسوقت تک کہ آپ نکلے، میں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ سے ایک بات کے متعلق پوچھوں، ایک سال سے آپ کی ہیبت نے مجھے اس سوال سے روکے رکھا، آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرنا جب تمہیں اس بات کا علم ہو کہ مجھے اس بات کا علم ہے تو پوچھ لیا کریں۔ میں نے عرض کی: میں آپس سے ان دو عورتوں کی بات کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں: وہ حفصہ اور عائشہ تھیں، جب ہم دور جاہلیت میں تھے تو ہم عورتوں کو شمار نہیں کرتے تھے (یعنی ان سے کسی امر میں رائے نہیں لیتے تھے) اور نہ ہم اپنے کاموں میں ان سے رائے لیتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے اسلام بھیجا اور ان کے لیے حکم نازل فرمایا جو حکم نازل فرمایا، اور انکے لیے حق رکھا، سوائے اس کے کہ ہمارے امور میں ان کو داخل نہیں کیا، میں ایک دن اپنے کام کے

---

[35] ابوداؤد الطیالسی: مسند ابوداؤد طیالسی، رقم الحدیث: ۲۳

لیے بیٹھا ہوا تھا، اچانک میری بیوی نے آکر مجھ سے اسطرح اس طرح کہا، میں نے اس کو کہا: تجھے کیا ہوا ہے اور یہ بات کیوں کہی ہے؟ اور تو کب سے ہمارے امور میں دخل اندازی کر رہی ہے؟ تو اس نے کہا: اے ابن خطاب! آپ سے کوئی بھی گفتگو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے، اور حال یہ ہے کہ آپ کی بیٹی رسول اللہ سے گفتگو کرتی ہے، یہاں تک کہ آپ سارا دن غصہ کی حالت میں گزارتے ہیں۔ میں نے کہا: وہ ایسے ہی کرتی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! تو میں اٹھ کھڑا ہوا، پس میں حفصہ کے پاس آیا، میں نے کہا: اے حفصہ! کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ تم رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتی ہو، یہاں تک کہ آپ سارا دن غصہ کی حالت میں گزارتے ہیں، ویحک، عائشہ کی اچھائی اور رسول اللہ کی محبوبہ سے دھوکہ نہ کھالینا۔ پھر میں حضرت ام سلمہ کے پاس بھی آیا، میں نے ان کو بھی یہی بات کہی، حضرت ام سلمہ نے کہا: اے ابن الخطاب! آپ ہر شے میں دخل دیتے ہیں حتّٰی کہ رسول اللہ کے سامنے آپ کی ازواج کے معاملات میں بھی، اور میرا ایک انصاری ساتھی تھا، جو رسول اللہ کے ساتھ ہوتا تھا جب میں غائب ہوتا تھا، اور جب میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تو وہ غائب ہوتا تھا، وہ مجھے اپنی موجودگی کے بارے میں بتاتا تھا اور میں اسے بتاتا تھا۔ ہمارے ہاں کوئی بھی اس سے زیادہ خوف نہیں کرتا تھا کہ ہم غسان کے بادشاہوں سے جنگ کریں (یعنی ہمیں صرف غسان کے بادشاہوں سے ہی ڈر لگتا تھا) جب اللہ نے ہمارے کام کی رہنمائی کی، تو ایک دن میں اپنے کام کے لیے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرا ساتھی آیا، اس نے کہا: اے ابو حفص! اے ابو حفص! دو مرتبہ کہا میں نے کہا تیرے لیے ہلاکت ہو! تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا غسانی آیا ہے؟ کیا غسانی آیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! لیکن رسول اللہ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا: حفصہ کی ناک خاک آلود ہو! حفصہ کی ناک خاک آلود ہو! میں پریشان ہوا سو میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، تو ہر گھر میں رونے کی آواز آرہی تھی، اور رسول اللہ ایک کمرے میں تھے، اور دروازے پر ایک سیاہ غلام تھا، میں نے اس کو کہا: میرے لیے رسول اللہ کے پاس آنے کی اجازت مانگیں، سو اس نے میرے لیے اجازت طلب کی، تو آپ نے میرے لیے اجازت دے دی، آپ ایک چٹائی پر محو آرام تھے، آپ کے سر کے نیچے کھجور کی چھال کا بھرا ہوا ایک تکیہ تھا، اور اس کے نشانات آپ کے جسم اطہر پر تھے، میں نے بتانا شروع کر دیا، سو میں نے کہنا شروع کیا جو میں نے حضرت حفصہ اور حضرت ام سلمہ سے کہا تھا۔ اور آپ نے اپنی ازواج سے ایک ماہ تک لعان فرمایا، پس جب مہینے کے انتیس دن ہوئے تو آپ ﷺ ان کی طرف (اپنی ازواج مطہرات) تشریف لے آئے۔

سیرت کا پہلو:

مذکورہ حدیث مبارکہ آپ ﷺ کی عائلی زندگی کے بارے میں ہے۔

حکم حدیث:

مذکورہ بالا حدیث کی اسناد صحیح ہیں اور رجال ثقہ ہیں۔ امام حاکم لکھتے ہیں:

"هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه" [36]

حسین سلیم اسد نے کہا:

"رجاله رجال الصحيح" [37]

البانی اس حدیث کو " صحیح " کہتے ہیں۔ نیز یہ حدیث صحاح ستہ کی جملہ کتب میں موجود ہے۔

نتیجہ بحث:

امام ابو داؤد طیالسی کا شمار کبار محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ نے مسانید میں سے سب سے پہلے مسند ابو داؤد طیالسی مرتب فرمائی۔ آپ کے تحصیل علم و حصول احادیث رسول ﷺ کے لئے دور دراز ممالک کا سفر کیا۔ آپ نے اپنی مسند میں صحیح احادیث کا التزام کیا اور اکثر صاحبین کی شرائط پر پورا اترنے والے راویوں سے احادیث لیتے ہیں۔

بعض اوقات ضعیف راویوں سے بھی روایات نقل کرتے ہیں۔ میں نے اپنے اس مقالے میں 5 احادیث نقل کی ہیں۔ جن میں ان روایات کو ذکر کیا ہے جن میں سیرت رسول ﷺ کا کوئی پہلو موجود ہے اور ساتھ حکم حدیث بھی بیان کر دیا ہے۔

آج تک مسند ابو داؤد طیالسی پر بہت کم کام ہوا ہے جس میں جو میری نظر میں گزرا ہے وہ صرف مولانا غلام دستگیر (لاہور) کا ترجمہ ہے مزید اسم مسند کی مفصل تشریح کی ضرورت بھی ہے، نیز اور کئی پہلوؤں پر کام ہونا ابھی باقی ہے۔

---

[36] محمد بن عبدالله الحاكم:المستدرک على الصحيحين،رقم الحديث:٧٠٧٢

[37] ابو يعلى احمد بن على:مسند ابى يعلى الموصلى،محقق ،حسين سليم اسد،(دمشق،دارالمامون للتراث،س ن)، ١:١٤٩،رقم الحديث:١٦٣